رجسٹرڈ نمبر ۲۰۳۷ اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد | می گفت گدا بودن کنعان خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

سالانہ [illegible] | فی پرچہ [illegible]

ایڈیٹر [illegible]

جلد ۲ | کاکوری پنجشنبہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۷ء مطابق ۹ رجب المرجب ۱۳۵۶ھ | نمبر ۱۰

ادبیات

ذیل کے الفاظ اعجاز صاحب نے اپنی تحریر میں لکھے ہیں جن کا درج اخبار کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ایڈیٹر

زمانہ ملازمت میں دلبستگی کا کیا سامان ہو سکتا ہے اور پھر پردیس میں ایک غزل لکھ ڈالی جو بھیجتا ہوں۔ گل و گلشن میں اب کیا رکھا ہے سب پھول پامال خزاں ہو چکے بلبلوں نے اپنا اپنا راستہ لیا، اساتذہ کے سونگھے ہوئے پھولوں کو پھر سونگھنا سرقہ ہے اسلئے غزل میں آپ بیتی سب سے زیادہ مناسب ہے۔ غزل کیا کہتا ہوں درد کے دل کی بھڑاس نکال لیتا ہوں۔ نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی خواہش۔ کوئی پسند کرے یا نہ کرے اپنے دل کا تو بخار نکل جاتا ہے۔

غزل

(از منشی محمد اعجاز حسین علوی صاحب اعجاز کاکوروی)

نوجوانی نہ رہی دل کا لگانا نہ رہا
جان دینے کا حسینوں پہ زمانہ نہ رہا

ساتھ ساتھ عہد جوانی کے گئی دل کی امنگ
موسم گل کا کوئی یاد ترانہ نہ رہا

بجز خدا وقت مصیبت نہ کوئی کام آیا
سب ہی بیگانے ہوئے کوئی یگانہ نہ رہا

دفن ہی تک تھا فقط چند دنا ذکر مرا
پھر کسی کو بھی مرا یاد فسانہ نہ رہا

کہہ دیا اس نے قیامت کو ملے گا دیدار
اب تو جینے کے لئے کوئی بہانہ نہ رہا

مرتے ہی دم سے ہی صیاد قفس کی رونق
گھر ہی ویراں ہے اگر صاحب خانہ نہ رہا

بیکسی نعش پہ اعجاز کے رو کر بولی
میں کہاں جاؤں مرا جو تھا ٹھکانا نہ رہا

یاد وطن

(از منشی نثار احمد علوی صاحب ساقی کاکوروی)

میں پردیس میں، وطن سے دور، ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں قید، اور وہ چٹانیں، جن پر بیٹھ کر میں غزلیں لکھا کرتا تھا، وہ ندی، جس کی لہروں کا رقص دیکھنے میں محو ہو جاتا تھا، وہ جنگل، جن میں طائر خوش الحان آزادی سے نغمہ ریزی کرتے ہیں، وہ سب، ہاں آج بھی آزاد ہیں، بالکل آزاد! اور میں یہاں پردیس میں ہوں، وطن سے دور، ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں قید۔

کس سے ڈرنا چاہیے

(۱) اشرار کے شر سے
(۲) بزرگوں کے اثر سے
(۳) جھوٹی شہرت سے
(۴) بدکار عورت سے
(۵) پانی کے چکر سے
(۶) بدمعاش کے مکر سے
(۷) بے حیا چشم سے
(۸) نادان خصم سے
(۹) آپس کی پھوٹ سے
(۱۰) جنگ کی لوٹ سے
(۱۱) دولتمند عیاش سے
(۱۲) خوبصورت اوباش سے

(محمد رفیع، کاکوروی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد کاکوری اخبار نمبر ۱

مسلمانوں کی بدحالی

(از حافظ مولوی محمد حسین صاحب علوی شمس کاکوروی فاضل دیوبند)

موجودہ وقت میں قوم کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے اُس سے نہ تو خود مسلم واقف ہے اور نہ غیر مسلم۔ قوم کے ہر پہلو میں پستی ہے اور اُس کے ادبار کی گھٹائیں ہر طرف سے اُمنڈ اُمنڈ کر آرہی ہیں اگر اس کی تعلیمی حالت کو دیکھیں تو صد درجہ گری ہوئی اسی کے ساتھ اس کی سیاسی مذہبی اقتصادی حالت نے ایک خطرناک صورت اختیار کر رکھی ہے برخلاف اس کے حریف قومیں شاہراہ ترقی پر گامزن نظر آتی ہیں وہ تعلیمیات میں سیاسیات کے میدان میں پیش پیش ہیں اُنھوں نے اپنی اقتصادی اور سیاسی حالت کو بہتر بنا رکھا ہے ہمیں حاشا کلا ان حریف قوموں کی ترقی پر کوئی حسد کرنا مقصود نہیں کیونکہ دنیا میں اقوام عالم ترقی کیا ہی کرتی ہیں ایک وہ زمانہ تھا جبکہ چہار دانگ عالم میں اہل اسلام ہی کا سکہ بیٹھا ہوا تھا جس کے بموجب غیر قومیں رشک و حسد کے ساتھ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھیں یکایک گردش زمانہ نے وہ انقلاب پیدا کیا جس کی نظیر سنین ماضیہ میں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی کہ وہ مسلمان جو کہ عیش و نشاط کی منزلیں بتدریج طے کر رہے تھے قعر ذلت میں ایسے گرے کہ ان کے بیدار کرنے کے لئے کوئی طاقت بھی کامیاب نہ ثابت ہو سکی۔ جبکہ ہر قوم کی ترقی کا ایک زمانہ ہوتا ہے کسی دوسرے کو یہ حق نہیں کہ اس کی چلتی ہوئی گاڑی کو روکے اگر شکوہ ہے تو خود اپنی قوم سے کہ اس کی ترقی کا دور ہر پہلو اور ہر حیثیت سے پائمال ہوتا جا رہا ہے۔ اب ہم لوگوں کا فریضہ ہے کہ ہم اسکے دفعیہ کی صورتیں نکالنے کی کوشش کریں تاکہ وہ مسلمان جن کی رگوں میں حریت اور آزادی کا جوش ہے اس ادبار اور پستی کے ماحول سے نکل کر شاہراہ ترقی پر گامزن نظر آئیں۔ اسوقت میرے خیال میں ان عوارضات کے دفعیہ کیلئے صرف ایک ہی صورت ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ جو مفلوک الحال قومیں اس غلام ہندوستان میں آباد ہیں ان کو روپیہ پیسہ حاصل کرنے کے وسائل و ذرائع تلاش کرنا چاہیے اور جب انھیں کامیابی نظر آئے اسکے بعد اس چیز کا التزام از بس ضروری ہے کہ اس کمائی کو جو کہ طرح طرح کے مصائب جھیل کر حاصل کی گئی ہے کسی بے جا و بے محل مصرف میں نہ خرچ ہونے پائے نیز اسی کے ساتھ اس کا بھی التزام ضروری ہے کہ خرچ کرنے کے جو مناسب مواقع ہوں اُنھیں کو اختیار کرے کیونکہ تواریخ شاہد ہیں کہ مسجد نبوی کی یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ جو کہ اپنے کالج اور مدرسہ میں ایک چھوٹی چادر میں گذارہ کرتا تھا اُس نے اس یونیورسٹی سے تحصیل علم کر کے تہذیب اخلاق کا وہ جال پھیلایا کہ چشم زدن میں مشرق و مغرب کا واحد مالک بن گیا آج کل اگر ہم مسلمانوں کو پستی کی حالت میں دیکھ رہے ہیں اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو کمانے اور کھلانے کا سلیقہ نہیں اور اسی کے ساتھ یہ بھی ان کی پستی کی علت ہے کہ اس کی آمدنی کم اور اخراجات زائد ہیں تو خود غور فرمایئے کہ مسلمان کیونکر نہ پستی اور نکبت و افلاس کی زندگی گذاریں جبکہ آمد کی بندش اور خرچ کی فراوانی ہو دریا و سمندر سوکھ جاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کا کیا کہنا ایسے لوگوں کے متعلق قرآن کریم بھی ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین۔

میں مسلمانوں کو یہی مشورہ دوں گا کہ وہ تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنائیں اگر مسلمانوں نے اور خصوصاً کاکوری کے شرفاء خاندان کے افراد نے اس لائن کو اختیار کر لیا اور ترقی کے مدارج اپنی مستعدی و قابلیت کے ساتھ طے کرتے رہے تو وہ دن دور نہیں کہ ہر شخص آپ کی ترقی کو دیکھ کر مجبور ہوگا کہ اپنے کبر و نخوت کو بالائے طاق رکھ کر آپ کے سامنے سرنگوں ہو کیا آپ کے سامنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کارنامے کوئی معمولی ہیں کہ انھوں نے (باوجودیکہ ان کے اوپر کفار کی جانب سے طرح طرح کے مظالم ڈھائے جاتے تھے) مگر ان کا نہ خیال کرتے ہوئے تجارت کے

ذریعہ وہ مدارج ترقی کے راستے کشادہ کئے کہ اس صنعت سا[ل]
قوم کو اُن کے سامنے سرنگوں ہونا پڑا لہذا ان مشاہدات کے موجود
ہوتے ہوئے میرا اقوام عالم اور خصوصاً باشندگان کاکوری جو کہ
اپنے سلف کے اعتبار سے خاص طرہ امتیاز کے مالک ہیں یہی مشورہ
ہوگا کہ وہ اپنی ترقی کیلئے تجارت کو واحد ذریعہ بنائیں اس لائن
کو اختیار کرنے کے بعد انشاء اللہ قصبہ کاکوری میں جو مفلوک الحالی
پھیلی ہوئی ہے اُس کا ایک حد تک قلع قمع ہو جائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۵)

اونچ نیچ دیکھی جاتی ہے۔ سب کو حصہ ملے دکھیا شانتا کو حصہ دیتے
دیتے تم نے ہاتھ کھینچ لیا۔ کیا دیوی جی کی یہی اِچھا تھی۔ ایشور جانے
یہ کہاں کا نیاؤ ہے ——!

بہن شانتا! دیوی کی نظروں میں کالے گورے سب ہی ایک
ہیں۔ گرو جی نے منع کر دیا میں نے ہاتھ روک لیا۔ اچھا لے۔ اپنا
حصہ لیتی جا ——!

شانتا کا دل تو دُکھا ہوا تھا ہی —— قسمت بُری تھی تو کیا ہوا!
اُس نے کچھ جواب ہی نہ دیا اور سیدھی گھر آئی۔ کام کاج ختم کرکے
دن بھر کی تھکی ہاری۔ نصیب کی ماری شانتا ایک کونے میں
منہ ڈھانپ کر پڑ رہی۔

(باقی آئندہ)

کم۔ اُس کی بابتہ ایک تحریر ہم کو ملی ہے جس کو آج کی اشاعت
میں ہم دوسری جگہ درج کر رہے ہیں۔ اگر کنوینر صاحب نے
پہلے ہی سے اپنے جلسہ کی کارروائی سے ہم کو اطلاع دے دی
ہوتی تو یہ طویل تحریر اُن کو لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ہم کو جو
اطلاع ملی تھی ہم نے درج اخبار کر دی تھی۔

نقوش

لکھنؤ ڈسٹرکٹ بورڈ کی زیادتی ہم کو یہ سُن کر بڑا افسوس ہوا ہے کہ جو وسیع تختہ
اراضی اسپتال کی تعمیر کے وقت قاضی راشد علی خاں عباسی بی اے
رئیس اعظم قصبہ کاکوری نے بورڈ کو بلا معاوضہ دیا تھا اس کے ایک
حصہ پر اسپتال کی تعمیر ہوئی اور بقیہ اراضی پر ڈاکٹر و کمپاؤنڈر کے
رہائشی مکانات کے علاوہ تین مریضوں کے رہنے کے لئے کوارٹر یا
کمرے بنانا تجویز ہوا تھا جس کے نقشے وغیرہ بھی سُنا ہے اسی وقت
تیار ہو چکے تھے۔ لیکن بیس پچیس سال کے بعد بورڈ نے اس اراضی
پر ہندو گرلز اسکول کی عمارت تعمیر کرنا طے کیا ہے اور سامان جمع
ہو رہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اہل قصبہ کو اس امر سے ناامید
ہو جانا چاہئے کہ آئندہ کبھی بھی ڈاکٹر وغیرہ کے لئے کوارٹر بن سکیں گے
باشندگان قصبہ کو اس کی بڑی تکلیف ہے کہ رات کے وقت اگر ڈاکٹر
کو بلایا جاتا ہے تو دوا ملنے میں بڑی زحمت پیش آتی ہے کیونکہ
ڈاکٹر و کمپاؤنڈر ایک مقام پر نہیں رہتے ہیں۔

ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ قاضی صاحب موصوف نے ہندو گرلز
اسکول کے لئے بھی ایک اور اراضی دینا تجویز کیا تھا۔ ہم خود
ہندو گرلز اسکول کی عمارت جلد از جلد تعمیر ہو جانے کی کوشش
کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس موقع کو جس سے اسپتال کی بدنمائی
ہونے کے علاوہ جن اغراض کے لئے اراضی دی گئی تھی اُس سے
وہ مفید کام نہیں لیا جا رہا ہے اور آئندہ کے لئے اہل قصبہ کی
تکالیف قائم رہیں گی جو انصاف سے بالکل بعید ہے اور بورڈ کی
سراسر زیادتی ہے۔ ہم قصبہ کے نمائندگان منشی احتشام علی و بابو
ترلوگی سنگھ صاحبان سے کیا دریافت کر سکتے ہیں کہ اُنھوں نے
اس ناروا طریقہ کو کیسے جائز رکھا اور اپنے انتخاب کنندگان کو
وہ کیا جواب دیں گے۔

کانگریس کا جلسہ گذشتہ اشاعت میں خبروں کے سلسلہ میں جو
اطلاع کانگریس کے جلسہ سے متعلق درج ہوئی تھی

دہلی کے لڈو

(از مولوی صلاح الدین احمد صاحب اسیر)

مجھ سے جب کبھی گوری شنکر سے ملاقات ہوئی تو کسی نہ کسی چلے والے یا حلوائی یا میوہ فروش کی دکان پر ہوئی اس لئے جس وقت میں نے اسے پارک میں مثل فلاسفروں کے بہت حلم کے ساتھ ایک تپائی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو کچھ کم تعجب نہیں ہوا، مجھے دیکھتے ہی وہ مسکرایا مگر آج اُس کی مسکراہٹ بیماروں کی سی تھی، اُس میں آج وہ شگفتگی نہ تھی، وہ غمگین سا، تنہائی پسند معلوم ہوتا تھا جیسے کہ لارل جنیر ہارڈی کے، میں اُس کے پاس گیا، اُس کے پہلو میں بیٹھ گیا اور اُس سے خیریت دریافت کی اُس نے اکل کھرے پن سے جواب دیا کہ شکریہ۔

مگر مجھے یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی خوفناک بات ضرور پیش آئی ہے۔ شنکر، ہردوار، بنارس اور دوسرے مقامات مقدس کی سیر کو گیا تھا یقیناً ان مقامات کی آب و ہوا کا کچھ اثر اُس پر ہو گیا ہے، بہرحال میں خوب واقف تھا کہ شنکر کو کس طرح راہ پر لانا چاہئے۔

میں نے کہا "شنکر! پرانے دوست!! چندو کی دکان کے لڈوؤں کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟" اُس نے نفی میں جواب دیا "کوئی رغبت نہیں" تب تو میں بھی سنکا کہ واقعی معاملہ بیڈھب ہے۔

میں نے فوراً دریافت کیا "کیا کچھ طبیعت سست ہے؟"

اُس نے کہا "واقعہ یہ ہے رامو! کہ مجھے اپنے ساتھیوں کی وفاداری پر اب اعتبار نہیں رہا" اس مایوس کن جواب نے مجھے چونکا دیا۔

میں نے جاننا چاہا "لیکن کیوں شنکر؟"

شنکر نے بہت تلخی کے ساتھ کہا۔ رامو! مجھے دہلی میں اچھا تجربہ ہو چکا ہے اور یہ ایک بہت طول طویل داستان ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا غدار شہر دہلی ہے، ورنہ یہ ممکن تھا، رامو! کیا تم اتنے خلوص کے ساتھ چندو کی دکان کے لڈوؤں، حلوے اور ساتھ ہی ساتھ ایک پیالہ دودھ کی دعوت دیتے اور میں اُس کو رد کر دیتا، بالکل سابق شنکر کی طرح میں اس حال میں بھی تمہارا شکریہ ادا کر رہا ہوں جبکہ تمہارے پیسے خرچ نہیں کرا رہا ہوں۔"

میں نے کہا "جو کچھ تم کہہ رہے ہو شنکر، مجھے اس کا پورا یقین ہے، مگر آخر معاملہ کیا ہے؟"

اُس نے مجھ سے پوچھا "کیا واقعی تمہاری جیب میں رقم ہے بھی؟ نہیں! اس معاملہ میں رامو میں تم پر بلکہ کسی پر اعتبار نہیں کر سکتا!"

اُس نے زور دیتے ہوئے کہا "دنیا نے جو سبق مجھے دیا ہے وہ میں کبھی نہیں بھول سکتا اب مجھ میں اخلاقی جرأت اور اپنے اوپر قابو حاصل ہو چکا ہے۔"

میں نے کہا "نہیں، میرے پاس واقعی اتنی رقم موجود ہے" ساتھ ہی ساتھ میں نے اپنا بٹوہ ثبوت کے طور پر جیب سے نکالا۔ گوری شنکر نے مجھ سے بٹوہ لے کر کھولا اور جھانک کر دیکھا کہ کیا واقعی اس کے اندر رقم موجود ہے پھر میرے دستی خزانہ کو مجھے واپس کر دیا۔ "بہت بہتر ہے چلو" اُس نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

راستہ میں شنکر کے بارہ میں مجھے خیال آیا "یہ عجیب مخلوقات سا ہو گیا ہے۔"

اب ہمارے سندباد نے بادام کا حلوا کھاتے ہوئے اور دودھ کا پیالہ اوپر سے پیتے ہوئے اپنے قصہ کی ابتدا کی "دریائے گنگ کے ساحلوں پر واقع ہونے والے شہروں کی سیر سے فرصت کر کے میں نے چند روز دہلی میں رہ کر جامع مسجد لال قلعہ، اور قطب مینار وغیرہ کی سیر کا تہیہ کیا لیکن ان چیزوں کے دیکھنے کے متعلق میری تمام تجاویز درہم و برہم ہو کر رہ گئیں کیونکہ میرا سارا وقت فتحپوری بازار کی سیر نے لے لیا۔ مٹھائی وہاں کی رامو ہر جگہ سے بدرجہا بہتر ہوتی ہے۔ لڈو وہاں کے بے انتہا لذیذ، جلیبی میں وہاں کی تو بے انتہا گھی ہوتا ہے اور حلوے میں تو بس بادام ہی بادام ہوتے ہیں۔ یہاں پر پہونچکر گوری شنکر نے اپنے ہاتھ کو پیالہ کی شکل کا بنا کر حلوے میں بادام کی مقدار بتائی۔

(باقی آئندہ)

قیمتی آنسو

(از قادری احمد محسن علوی صاحب)

شانتا کا قصور صرف اسقدر تھا کہ وہ نیچ ذات میں پیدا ہوئی تھی غریبی میں آنکھیں کھولیں مذہبی بندشوں نے نشو و نما کو جبراً روکنے کی کوشش کی لیکن قدرت کے نکھار کو کون روک سکتا ہے لڑکی ذات تھی دیکھتے ہی دیکھتے کیا سے کیا ہو گئی۔ ضعیف ماں محنت مزدوری کرنے سے لاچار، اندھا باپ زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا گھر میں کوئی ایسا نہ تھا جو اس کھلتے ہوئے پھول کی قدر کرتا۔

شانتا صبح و شام مندر میں جھاڑو دینے جاتی پروہت جی کی دیا سے جو کچھ جوٹھن ملجاتا وہ اپنی ماں کے سامنے لاکر رکھ دیتی تھی۔ اسی طرح سات برس گذر گئے وہ زمانہ قریب آ گیا جبکہ دل کی دھڑکن میں تیزی پیدا ہوتی ہے ٹھنڈی سانسوں سے گرمائے ہوئے دل کو سکون ملا کرتا ہے۔ آنکھیں کسی کے تصور میں غرق خیال رہتی ہیں اور جی چاہا کرتا ہے کہ کوئی ہم کو دیکھے اور ہم کسی کو دیکھا کریں۔

گنگا اشنان کو تین دن باقی تھے پروہت جی دن رات دیوی جی کی مورتی کے پاس رہتے تھے ہونہار چیلا گھنشام جاتریوں کی آرام و آسائش میں لگا رہتا شام کو بھجن سنا سنا کر جاتریوں کی مردہ روحوں کو نئی زندگی دے رہا تھا کہ بھجن ختم ہو گیا اور اس نے تمام حاضرین کو پرشاد تقسیم کرنا شروع کر دی۔ دو برہمن تھال ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ گھنشام آگے آگے اور گرو جی پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے یہانتک کہ چبوترہ کی سیڑھیوں پر ہاتھ میں جھاڑو سر پر ٹوکرا لیے ہوئے شانتا بھی ایک کنارے حصہ ملنے کی امید پر گھنشام کو ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہی تھی اور آرزو مند تھی کہ اسکو حصہ گھنشام ہی کے ہاتھ سے ملے۔ گھنشام آگے بڑھا۔ پرشاد دینے کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ برہمنوں نے منع کیا تو شانتا کو پہچان کر گرو جی کی طرف دیکھا اور کہا "یہ تو ہمارے مندر کو روزانہ صبح و شام جھاڑتی ہے۔ دیوی جی کی پرشاد اُسے ضرور ملنا چاہیے"——!

پروہت جی نے للکارا "چپ چپ بیٹا یہ کیا کر رہے ہو۔ برسوں کی محنت اکارت جائے گی لوگ دیکھیں گے تو کیا کہیں گے۔ بیٹا ان جاتریوں کو پہلے دے دو۔ حق اُسی کا ہے مگر ابھی نہیں جب سب آخر میں بچا کھچا شانتا کو بھی مل ہی رہے گا——!!

گھنشام کا مسکراتا ہوا چہرہ پژمردہ ہو گیا اور وہ ملول و کبیدہ ہو کر آگے بڑھا۔ گرو جی کے الفاظ سن کر شانتا کے دل کو چوٹ لگی اور ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔ پلو سے مُنھ ڈھانپ کر سیدھی جھونپڑی میں واپس آئی تو ماں نے پوچھا—— شانتا تو آج مندر سے کیا لائی——؟

شانتا نے کچھ جواب نہ دیا۔ بوڑھی ماں پاس آئی۔ آنسو پونچھے اور کہا بیٹا خیر تو ہے تو مندر سے آج روتی ہوئی کیوں آئی——؟ روتے روتے اُس کی سسکیاں بندھ گئیں اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنی درد بھری کہانی ماں کو سُنائی تو اُس نے دلاسا دیا اور کہا "پروہت جی کو کیا خبر ہے۔ شانتا تو اپنے دل کو چھوٹا نہ کر۔ گنگا اشنان کے روز سب ہی کو معلوم ہو جائے گا کہ تو ہے کون میں تو اُس کی راہ تک رہی ہوں۔ چٹھی آئی ہے وہ آج کل میں آتی ہو گی۔ جاؤ بیٹا اپنا کام کاج کرو——!!

ماں نے اپنے نزدیک شانتا کے دل کو تسکین دے دی۔ معمول کے موافق پانی بھرنے کے واسطے شانتا ندی پر گئی۔ گھڑا بھرا ہوا تھا۔ رات اندھیری گھپ تھی ہاتھ کو ہاتھ بمشکل سوجھائی دیتا تھا۔ شانتا اپنے خیالات میں غرق گھر کی طرف لوٹ رہی تھی—— "ماتا جی کے پاس کس کی چٹھی آئی ہے۔ کون آنے والا ہے۔ پروہت جی کو کیا معلوم ہو جائے گا"—— کہ مندر کے چبوترہ پر کسی نے ٹوکا——!

"شانتا آج بڑی دیر لگا دی۔ میں بڑی دیر سے تیری راہ تک رہا تھا——"

شانتا ٹھٹکی۔ سہمی۔ مگر آواز کو پہچان کر آگے بڑھی——! بھرائی ہوئی آواز۔ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ ساڑی کو برابر کرتے ہوئے بولی "مہاراج۔ بھگوان کے راج میں بھی

(باقی صفحہ ۳ پر)

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ واحباب اور سب اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ ایڈیٹر

موسم:۔ ایک ہفتہ سے بارش بالکل نہیں ہوئی۔ موسم خوشگوار ہے ہوا میں ٹھنڈک پیدا ہوگئی ہے۔ ابھی دن کو دھوپ میں کافی گرمی محسوس ہوتی ہے۔ رات آرام سے گذرتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بارش اب کی بڑے موقع موقع سے ہوئی جو زراعت کیلئے مفید ہے۔ ہنوز اوسط سے کئی انچ کم بارش کا ہونا بیان کیا جاتا ہے اور ابھی پانی کی ضرورت ظاہر کی جاتی ہے۔ ۵ ار کو دن میں کافی بارش ہوئی

آب و ہوا:۔ پھنسیاں نکلنے کی عام شکایت ہے اور لوگوں کو جاڑا بخار بھی آسنے کی اطلاعیں مل رہی ہیں۔

کاکوری میں عظیم اجتماع:۔ ۱۰ر ستمبر ۳۷ء کو "تقسیم فلسطین" کے احتجاج کے طور پر تمام دن مکمل ہڑتال رہی۔ تمام ہندو مسلمانوں نے ہر قسم کا کاروبار بند رکھا۔ نماز جمعہ سے پہلے بچوں کے ایک جلوس نے تمام قصبہ میں گشت کیا۔ ایک بجے جامع مسجد (کٹرہ بازار) میں بڑی بڑی جماعت سے نماز جمعہ پڑھی گئی اور فلسطین و بیت المقدس کی آزادی کیلئے دعائیں مانگی گئیں۔ نماز میں ڈیڑھ دو ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔ پوری مسجد اندر سے باہر تک نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور بیرون مسجد بھی ...... لمبی لمبی صفیں تھیں اس سے پہلے شاید کبھی اتنی بڑی جماعت کاکوری میں نہوئی ہوگی۔ بعد نماز بہت بڑا جلوس مرتب ہوا جس میں مختلف انسٹیٹیوشنوں کے افراد یا ٹولیاں علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے جھنڈے لئے ساتھ تھے۔ تقریباً ایک ہزار مجمع نے کل قصبہ کا گشت کیا اور ۵ بجے سے مولوی زکی الدین خاں مرحوم کی وسیع کوٹھی میں زیر صدارت الحاج مولانا ظفر الملک علوی (ناظم ندوہ) جلسہ ہوا جس میں تقریباً ڈھائی تین ہزار سے کم آدمیوں کا مجمع نہ تھا۔ جلسہ میں ہر درجہ و طبقہ اور خیال کے لوگ شریک تھے۔ کوٹھی کے تینوں وسیع کمرے اور دالان برآمدہ آدمیوں سے بھرے ہوئے تھے اور کوٹھی کے صحن میں بھی اجتماع تھا۔ ہڑتال کے علاوہ جلسہ و جلوس میں بھی روایات قدیمہ کی طرح ہندو پبلک مسلمانوں کے دوش بدوش تھی۔ ایک خاص جوش و تڑپ ہر شخص کیا بوڑھا کیا جوان کیا بچے کے دلوں میں پائی جاتی تھی۔ کوٹھی کے دونوں جانب بالائی کمروں میں مستورات کیلئے انتظام کیا گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ بکثرت بیبیاں و مستورات بالائی کمروں میں موجود تھیں اور وہ بھی مردوں سے کم متاثر نہ تھیں۔ خاص کاکوری کے علاوہ قرب و جوار کے قصبات و مواضعات اور لکھنؤ سے بھی کثیر تعداد میں لوگ شرکت کیلئے آئے تھے جلسہ میں دو رزولیوشن پیش ہو کر بالاتفاق پاس ہوئے۔ رزولیوشنوں پر بڑی جوشیلی تقریریں ہوئیں۔ مقررین میں علاوہ صدر کے یہ لوگ قابل ذکر ہیں۔ منشی احترام علی۔ منشی عزت علی۔ مولانا عبدالسلام مولانا عنایت اللہ (فرنگی محلی) مولانا حفظ الرحمن (فاضل دیوبند) تقاریر کے بعد ایک عارضی کمیٹی بنائی گئی جس کے کنوینر قاضی ولی حیدر خاں عباسی تجویز ہوئے ہیں۔ بانیان جلسہ مولوی عبدالحلیم۔ محمد حسین فدا علی۔ محمد شفیع۔ عابد علی۔ رمضانی قابل صد مبارکباد ہیں کہ اتنا بڑا اجتماع کاکوری میں ہوسکا جو ہمیشہ یادگار رہے گا۔ بعد کو تمام اہل قصبہ۔ امیر و غریب اور ہر حیثیت و طبقہ کے لوگوں نے اس تحریک کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور کامیاب بنانے کی قدمے سخنے۔ درمے کوشش کی۔

صحت و سکون:۔ (۱) کنٹر (دکن) کی ایک اطلاع سے دریافت ہوا کہ منشی اعجاز حسین علوی اعجاز کے پہلے بغل میں گلٹی نکلی وہ اچھی ہوئی تو کان میں درد کی تکلیف پیدا ہوئی اس میں افاقہ ہوا تو بخار کا سلسلہ شروع ہوا۔ ہنوز حرارت رہتی اور اعضا شکنی ہوتی ہے نقاہت حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعجاز صاحب کو صحیح و تندرست رکھے۔

(۲) معلوم ہوا کہ قاضی نثار احمد خاں صاحب عباسی کے زیر ناف بہت بڑا پھوڑا نکل آیا تھا جس کی وجہ سے انکو کئی دن تک سخت اذیت رہی۔ نشست و برخاست سے بھی معذوری ہوگئی تھی۔ جراح کے علاج سے اب سکون ہے مواد بھی خارج ہو رہا ہے ورم میں بہت کمی ہے اور بیٹھنے میں بھی اب تکلیف نہیں ہوتی۔ خداوند کریم

قاضی صاحب کو جلد صحت کلی عطا فرمائے۔

(۳) بابو جگدیش نرائن (محلہ کایستھان) کے یہاں ولادت ہونے کی اطلاع گذشتہ اشاعت میں درج کرچکے ہیں۔ زچہ کی صحت پہلے کے مقابلہ میں اب بہ صحت ہے اور بخار میں بتدریج کمی ہورہی ہے۔ نوزائیدہ بچی ۱۲ ستمبر کو قضا کرگئی۔ خداوند تعالیٰ زچہ کو صحت کلی عطا فرمائے۔

(۴) بیگم شیخ انیس احمد عباسی بی۔ اے (احاطہ غلام جیلانی) کے ہاتھ میں بسہری ہوگئی تھی۔ ڈاکٹر عظیم احمد صاحب نے اپریشن کیا۔ ہاتھ کی انگلی تو اچھی ہوگئی ہے اب پیر میں زخم ہوگیا ہے جسکی وجہ سے اُن کو سخت تکلیف ہے خداوندکریم صحت عاجلہ عطا فرمائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انیس احمد صاحب کی لڑکی کے سر میں پھوڑا ہوگیا تھا جسمیں ڈاکٹر عظیم احمد صاحب کو شگاف دینے کی ضرورت پیش آئی تھی اپریشن کامیاب ہوا اور زخم بفضلہ تعالیٰ مندمل ہورہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انیس احمد صاحب کی بیوی اور بچی کو تندرست فرما کر مطمئن فرمائے۔

(۵) بیوہ مولوی احسان الدین خاں مرحوم کی پھنسیوں میں کچھ خفت ہے اور تکلیف میں کمی ہے۔ بقیہ شکایات بھی اللہ تعالیٰ دفع فرمائے۔

(۶) بیوہ شیخ اشفاق علی مرحوم کو اب پھنسیوں کی تکلیف میں کمی معلوم ہوتی ہے لیکن ابھی نئی پھنسیاں نکلنا بند نہیں ہوئی ہیں خداوندکریم بالکل زائل تکلیف فرمائے۔

(۷) میر امان علی صاحب (دلی نگر) کا نواسہ جو ٹائیفائڈ میں مبتلا تھا اور صحت ہونے کے بعد پھر پلٹ گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب بفضلہ اچھا ہے صرف کمزوری باقی ہے جو انشاء اللہ بتدریج دفع ہوجائیگی۔

علالتیں:۔ (۱) اطلاع ملی ہے کہ بیگم شیخ نصیر احمد عباسی (احاطہ غلام جیلانی) کو دو ماہ سے حرارت رہنے لگی ہے جس نے اُن کو بہت کمزور کردیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالصمد صاحب (کانپور) کے زیر علاج ہیں کچھ افاقہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بالکل زائل مرض فرما کر نصیر احمد صاحب وغیرہ کو مطمئن فرمائے۔

(۲) مولوی احمد حسن علوی بی۔ اے (شیخ سعدی محلہ) ہنوز بیمار ہیں۔ بجلی کا علاج شروع ہوا ہے تین بار بجلی کا عمل ہوچکا ہے ابھی گلے کی گلٹی پر کوئی اثر نہیں معلوم ہوتا۔ ڈاکٹر کی رائے میں ابھی تین بار یہ عمل اور ہوگا۔ اللہ جل شانہٗ احمد حسن صاحب کو یہ علاج مفید فرمائے اور گلٹی مندمل ہو۔ یہ جواب ڈاکٹر نے دی ہے

(۳) بیگم حاجی محمد حسن علوی (شیخ سعدی محلہ) جنکے متعلق قبل ازیں گرنے سے چوٹ آجانے اور پسلی و سینہ میں درد پیدا ہوجانے کی اطلاع درج ہوچکی ہے اب معلوم ہوا کہ پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی جسکی وجہ سے درد کسی طرح رفع نہیں ہوتا تھا۔ ڈاکٹر صاحبزادہ مشتاق احمد علوی ایم بی۔ بی۔ ایس خلف ڈاکٹر حکیم احمد علوی سول سرجن جونپور نے تشخیص کے بعد مالش کی دوائیں تجویز کیں ہیں معلوم ہوا ہڈی جڑ گئی ہے لیکن درد وغیرہ کی تکلیف باقی ہے۔ خداوندکریم جلد تکالیف دفع فرمائے۔

(۴) حافظ عباس علی (شیخ سعدی محلہ) محرر خصوصی انوار ریکارڈ پولکھنؤ کے جگر کی خرابی سے یرقانی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ علاج ہورہا ہے اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔

متفرقات:۔ (۱) حسب دستور ۱۳ رجب المرجب بروز دوشنبہ تکیہ شریف کاظمیہ پر بعد نماز ظہر زیارت موئے شریف جناب امیر علیہ السلام و حضرات حسنین علیہم السلام ہونگے امید ہے کہ مسلمانان شریک ہوکر داخل حسنات ہوں گے۔

(۲) حضرت شاہ تقی علی قلندرؒ و حضرت شاہ علی اکبر قلندرؒ کے فاتحے سالانہ ۱۷ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب بمقام تکیہ شریف کاظمیہ ہونگے اور بعد نماز عشا محفل سماع ہوگی۔ دوسرے دن ۱۸ رجب کو ۹ بجے صبح سے بھی قوالی کی محفل ہوگی۔

مراسلہ

(نامہ نگار کی رائے سے اڈیٹر کا متفق ہونا ضروری نہیں)

جناب مدیر صاحب کاکوری اخبار　　تسلیم

آپ کے اخبار کی اشاعت مورخہ کیم ستمبر میں جو مختصر خبر درج ہوئی ہے اُسمیں یہ واقعہ غلط درج ہوگیا ہے کہ اس جلسہ میں قصبہ کاکوری میں کانگریس کا پروپیگنڈا کرنے کیلئے کوئی کمیٹی بنائی گئی ہو۔ جو کمیٹی اس دن جلسہ عام نے بنائی ہے وہ ایک عارضی کمیٹی ہے جسمیں قصبہ کاکوری کے علاوہ پرگنہ کاکوری کے بھی افراد ارکان میں شریک ہیں وہ "پرگنہ کاکوری کانگریس کمیٹی" ہے دوسری غلطی یہ ہوگئی ہے کہ میں اس عارضی کمیٹی کا صدر نہیں بلکہ کنوینر مقرر ہوا ہوں۔ تیسری غلطی جو اس مختصر خبر میں ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ حاضرین جلسہ کی تعداد ۲۰۰ درج ہے جو لوگ موجود تھے وہ یقیناً اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ ۵۰۰ سے زیادہ آدمی موجود تھے بلکہ پرگنہ کاکوری کے باشندے شریک تھے جسمیں اینٹ گاؤں، نرونہ، شیر پور، رمپور، جھنڈیا اور رجبہ وغیرہ کے لوگ آئے ہوئے تھے۔ براہ کرم اس غلط فہمی کا ازالہ کردیجئے میں متشکر ہونگا۔

خادم عزت علی علوی عارضی سکریٹری
پرگنہ کاکوری کانگریس کمیٹی
۲ ستمبر ۱۹۳۷ء

حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر و حضرت مولانا شاہ علی اکبر قلندر قدس سرہما کے مفید عام مصنفات

کسی بزرگ کے فیوض سے استفادہ کرنے کیلئے اُسکے تصنیفات کا مطالعہ ہے اگر کافی غور و فکر کے ساتھ بزرگان دین کی تصنیفات پڑھے جائیں تو آدمی کو بہت کچھ بصارت و بصیرت حاصل ہو سکتی ہے ماہ رجب کی ، ار تاریخ کو تکیہ شریف کاظمیہ پر حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر و حضرت مولانا شاہ علی اکبر قلندر قدس سرہما کے فاتحہ ہوتے ہیں بعد نماز مغرب ہوتے ہیں اسلئے خیال آیا کہ برادران وطن کو کاکوری اخبار کے ذریعہ ان حضرات کی دو کتابوں سے روشناس کریں تاکہ وہ اُن سے کما حقہٗ استفادہ کر سکیں۔

حضرت شاہ تقی علی قلندرؒ کی ولادت باسعادت ۷ ار رجب ۱۲۳۳ھ اور وفات بتاریخ ۱۰ رجب ۱۲۹۰ھ ہوئی۔ آپ علم و فضل میں یکتائے زمانہ ہوئے اور فقر و عرفان میں کامل و مکمل تھے آپکے علوم ظاہری و باطنی کے فیوض سے بہتیرے بہرہ مند ہوئے آپکے علم و فضل کا آجتک شہرہ ہے آپکے سوانح حیات کیلئے ملاحظہ ہوں نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ (اردو) قیمت عہ اور تذکرہ مشاہیر کاکوری (اردو) قیمت عہ ر

آپکے مصنفات میں ایک ضخیم کتاب ۴۹۴ صفحہ کی "روض الازہر فی مآثر القلندر" (فارسی) ہے جسکا موضوع ان آپکے والد ماجد اور مرشد برحق حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ کا ملفوظ ہے ضمنا کثرت سے مباحث علمیہ بھی آگئے ہیں جو حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ کا سا تک نہایت شرح و بسط سے ظاہر کرتے ہیں اور انکی تائید قرآن و حدیث سے کیگئی ہے۔ چونکہ یہ کتاب حضرت مصنف کے وقت میں تکمیل نہیں ہوئی تھی لہذا اسکی تکمیل حضرت مولانا حافظ شاہ علی نور قلندرؒ نے فرمائی کہ جو آپکے شاگرد رشید اور خلیفہ ارشد تھے۔ اس کتاب کا مقدمہ موسومہ "مواہب القلندر" حضرت مولانا شاہ حبیب حیدر قلندرؒ نے تحریر فرمایا اور جملہ عبارات عربیہ کا ترجمہ کرکے کتاب کو مکمل فرماکر طبع کرایا باوجود کتاب کے مفید اور ضخیم ہونے کے قیمت صرف للعہ ر

حضرت مولانا شاہ علی اکبر قلندرؒ کی ولادت باسعادت ۱۱ ربیع الاول ۱۲۳۹ھ کو ہوئی اور وفات شریف ۲ رجب ۱۳۱۲ھ کو ہوئی کہ جو روز وفات ہے آپ کے عم محترم شاہ تقی علی قلندرؒ کا ہے۔ آپ علم و فضل میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے اور فقر و درویشی میں سرگروہ عرفا تھے۔

آپ کے مصنفات میں ایک رسالہ اصل الاصول فی بیان السلوک والوصول فارسی میں ہے جسکا اردو ترجمہ منشی مشیر احمد علوی بی۔ اے (علیگ) کاکوروی نے کیا ہے اسمیں تمامتر ضروری امور درباره ولایت اور شناخت شیخ اور مسائل بیعت بیان کیے گئے ہیں اسی کے ساتھ ہم

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۷۶۵ سنہ ۱۹۳۷ء

بعدالت جناب اڈیشنل جج صاحب بہادر خفیفہ مقام لکھنؤ

پرسوتم داس ولد لالہ ہر نرائن و دیویندر ناتھ ولد لالہ جگل کشور اقوام رستوگی ساکنان اشرف آباد شہر لکھنؤ مدعی۔

بنام رامداس ولد کندھیا قوم زرگر ساکن موضع دوری جہٹہ پرگنہ مہونہ تحصیل ملیح آباد ضلع لکھنؤ مدعا علیہ

ہرگاہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابتہ ... کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۴ ماہ ستمبر ۱۹۳۷ء بوقت ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک بدفتر اڈیشنل جج صاحب بہادر خفیفہ لکھنؤ اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے۔ حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کیلئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز انکو پیش کرو۔ مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔ آج بتاریخ ۶ ماہ ستمبر ۱۹۳۷ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

بحکم (دستخط انگریزی) بھیروں پرشاد

منصرم عدالت اول اڈیشنل جج خفیفہ، لکھنؤ

مہر عدالت

یونائٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال باغ) کاکوری سے سید محمد مشیر الدین نے شائع کیا۔